ادارۂ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے شائع ہونے والا تحقیقی مقالہ

عبقری الشرق

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

راقم نے ۱۹۶۹ء سے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطالعہ شروع کیا۔ ابتدائی مطالعہ کے بعد ایک مقالہ قلم بند کیا جو مرکزی مجلس رضا، لاہور نے ۱۹۷۰ء میں شائع کیا۔ پھر دوسرا مقالہ قلم بند کیا جو ۱۹۷۳ء میں اسی مجلس نے شائع کیا۔ دونوں مقالات کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ ایک تحقیقی مقالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کیلئے لکھا جو دسویں جلد میں شائع ہوا۔ پھر ایک مقالہ بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے مجلّے فکر ونظر کیلئے لکھا جس کی تین اقساط بالترتیب اپریل، مئی اور جون ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئیں۔

المجمع الاسلامی، مبارک پور (اعظم گڑھ۔ بھارت) مرکزی مجلس رضا' لاہور، رضا اکیڈمی' لاہور اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی وغیرہ نے کتابی صورت میں شائع کیا۔ ۱۹۸۶ء میں ایک بسیط مقالہ پاکستان ہجرہ کونسل، اسلام آباد کے مشاہیر اسلام کے انسائیکلو پیڈیا کیلئے لکھا جس کا عربی ترجمہ اور اردو متن ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے بالترتیب ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۲ء میں شائع کیا۔ اُردو متن کے کئی ایڈیشن پاک وہند میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً ۱۹۹۰ء میں تہران (ایران) عمان (اردن) سے شائع ہونے والے فارسی اور عربی انسائیکلو پیڈیا آف مشاہیر اسلام کیلئے مقالات لکھے جن کے تراجم مستقبل قریب میں شائع ہونے والے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ایک مقالہ ماہنامہ فکر ونظر (اسلام آباد) میں شائع ہوا تھا، پیش نظر مقالہ وہی مقالہ ہے جس کو از سرِ نو کمپوز کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ۱۶ سال قبل لکھا گیا تھا، اس وقت سے اب تک امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور علم ودانش کے بارے میں اتنا کچھ معلوم ہو چکا ہے جو مرتب کیا جائے تو ایک بسیط مقالے کی شکل اختیار کر جائے۔ ان معلومات کی روشنی میں پیش نظر مقالے میں اضافوں کی ضرورت تھی مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا اس لئے مقالہ من وعن شائع کیا جا رہا ہے البتہ کہیں کہیں بہت ضروری ہوا تو حاشیہ میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ بہر حال بین الاقوامی اسلامی ادارے سے شائع ہونے کی وجہ سے اس کی اپنی اہمیت ہے۔ اِن شاءَ اللّٰہ آئندہ فرصت میسر آئی تو ضروری اضافوں کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی اب بین الاقوامی اہمیت کی حامل شخصیت بن کر عالمی سطح پر اُبھرے ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی، انگلستان کے انگریز عیسائی نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون نے اس نقطہ نظر سے ایک فکر خیز مقالہ لکھا ہے جس کا اردو ترجمہ عنقریب ادارۂ مسعودیہ، کراچی شائع کر رہا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی پر پاک و ہند اور امریکہ وغیرہ میں اب تک پانچ فضلاء ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لے چکے ہیں، مزید فضلاء ڈاکٹریٹ کیلئے پاک و ہند اور مصر میں کام کر رہے ہیں۔ ایم۔ اے اور ایم۔ فل کیلئے لکھے جانے والے مقالات تو بہت ہیں۔ بہر حال امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی شخصیت نے تنگ دِلوں کے دل کو روشن کر دیا اور تنگ نظروں کی نظر کو نور بخشا۔ بلاشبہ آپ کی شخصیت ناقابل فراموش ہے، اللہ کی عظیم نعمت ہے اور اللہ کا عظیم احسان ہے۔

۵ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

۱۷ نومبر ۱۹۹۶ء

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷ اے، سی۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی (سندھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدث بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولوی نقی علی خاں ۱ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولوی رضا علی خاں ۲ (م ۱۲۸۲ھ ۱۸۶۶ء) سے اپنے عہد کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ محدث بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان 'حدائق بخشش' (۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء) میں ان دونوں کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا ۳

مولانا احمد رضا خاں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۴ اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے علوم منقولہ معقولہ کی تحصیل کی، جن حضرات سے انہوں نے پڑھا، یا سند حدیث و فقہ حاصل کی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی ۵ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) ☆ (۲) مولانا محمد نقی علی خاں ۶ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء)
(۳) شیخ احمد بن زین دحلان مکی ۷ (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) ☆ (٤) شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی ۸ (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح ۹ (م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء) ☆ (٦) مولانا عبدالعلی رام پوری ۱۰ (م ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)
(۷) شاہ ابوالحسین احمد النوری ۱۱ (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) ☆ (۸) مرزا غلام قادر بیگ ۱۲

۱، ۲ تفصیلی حالات کیلئے مندرجہ ذیل ماٰخذ سے رجوع کریں۔
(الف) رحمان علی: تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء، ص ۹۸، ۱۹۳: ۵۳۱
(ب) ظفرالدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت (۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۶، ۹
(ج) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء۔ ص ۸۸، ۲۵۱

۳ احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸ ...... ۴ ظفرالدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل ص ۶
۵ تا ۷ احمد رضا خاں: سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد (قلمی) مجریہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔ مخزونہ قاری عبداللطیف ظہیر، گڑھی کپورہ سرحد (پاکستان)
۸ احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، النفحۃ الاولیٰ، مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، ص ۳۰۵۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء
۹ ایضاً ص ۳۰۵ ...... ۱۰ (الف) ظفرالدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱ ص ۳۳ (ب) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۱۱۳
۱۱ احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۳۰۷ ...... ۱۲ ظفرالدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل ص ۳۲

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم وفنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعہ سے کی ان کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے۔ یہ تمام تفصیلات محدث بریلوی نے اُس عربی سند اجازت میں دی ہیں جو انہوں نے حافظ کتب الحرم شیخ اسماعیل خلیل مکی کو عنایت کی۔ اس سند کا مسودہ ۲ صفر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو تیار ہوا اور بیضہ ۸ صفر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو' اس کا تاریخی نام ہے:۔

"الاجازة الرضوية لمبجل مكة البهيه" ۱۳۲۴ھ

محدث بریلوی نے اس میں مندرجہ ذیل علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:۔

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (٤) فقہ حنفی (٥) کتب فقہ جملہ مذاہب (٦) اصول فقہ (۷) جدل مہذب (۸) علم تفسیر (۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱٤) علم بدیع (۱٥) علم منطق (۱٦) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تکسیر (۱۹) علم ہیأۃ (۲۰) علم حساب (۲۱) علم ہندسہ [1]

مندرجہ بالا اِکیس علوم کیلئے محدث بریلوی لکھتے ہیں، یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا۔[2]

ان علوم وفنون کے بعد مندرجہ ذیل علوم کا ذکر کرتے ہیں:۔

(۲۲) قرات (۲۳) تجوید (۲٤) تصوف (۲٥) سلوک (۲٦) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون [3]

ان دس علوم کے بارے میں لکھا ہے، میں نے استاذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے [4]

پھر ان علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:۔

(۳۲) ارثما طیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳٤) حساب ستینی (۳٥) لوغارثمات (۳٦) علم التقویت (۳۷) مناظر و مرایا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (٤۰) مثلث کروی (٤۱) مثلث مسطح (٤۲) ہیأۃ جدیدہ (٤۳) مربعات (٤٤) جفر (٤٥) زائرچہ [5]

---

[1] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ (مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲، ص ۳۰۱) مرتبہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری، مطبوعہ لاہور ۱۳۹٦ھ / ۱۹۷٦ء

[2] ایضاً، ص ۳۰۱ ...... [3] ایضاً، ص ۳۰۳ ...... [4] ایضاً، ص ۳۰۳ ...... [5] ایضاً، ص ۳۰۷

اور آخر میں مندرجہ ذیل علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:

(٤٦) نظم عربی (٤٧) نظم فارسی (٤٨) نظم ہندی (٤٩) نثر عربی (٥٠) نثر فارسی (٥١) نثر ہندی (٥٢) خط نسخ (٥٣) خط نستعلیق (٥٤) تلاوت مع تجوید (٥٥) علم الفرائض [۱]

مندرجہ بالا 55 علوم وفنون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں، اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خودستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے۔ [۲]

محدث بریلوی' محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ سے بہت جلد فارغ ہو گئے چنانچہ خود لکھتے ہیں، میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال' دس ماہ' پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔ [۳]

---

[۱] ایضاً ص ۳۱۵

[۲] ایضاً ص ۳۱۵

[۳] ایضاً ص ۳۰۹...... (نوٹ: غالباً اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے بعض اہل دانش محدث بریلوی کیلئے Super-Genius اور Super-Man جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں)۔

محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے جب بکثرت علوم وفنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض میں ان کو تبحر حاصل کیا، جس کا اندازہ ان علوم وفنون میں ان کی بکثرت مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔ علم قرآن میں ان کا ترجمہ اُردو امتیازی شان رکھتا ہے جو '**کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن**' کے نام سے ہے۔ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔ [۱] پھر اس پر ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [۲] (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نے '**خزائن العرفان فی تفسیر القرآن**' کے عنوان سے تفسیری حواشی لکھے۔ اس ترجمے وتفسیر کے بہت سے ایڈیشن ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں اور برابر شائع ہو رہے ہیں۔

ترجمۂ قرآن میں محدث بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ تراجم کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے۔

محدث بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ تفسیر کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا چنانچہ سورۂ ضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دی۔ [۳] دوسرے دینی وعلمی مشاغل کی وجہ سے اتنا وقت نہ مل سکا کہ قرآنِ پاک کی مبسوط تفسیر لکھتے، یہ کام ان کے تلامذہ وخلفاء اور پھر ان کے تلامذہ نے انجام دیا۔ مثلاً تفسیر خزائن العرفان، تفسیر حسنات، تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر ازہری، تفسیر تنویر القرآن وغیرہ۔

محدث بریلوی کے ترجمہ قرآن پر مختلف فضلاء نے مقالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:۔

(۱) سیّد محمد مدنی...... امام احمد رضا اور اُردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ [۴]

(۲) شیر محمد اعوان...... امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان [۵]

(۳) اختر رضا خان ازہری...... امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں [۶]

(٤) حکیم الرحمٰن رضوی...... امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات [۷]

---

[۱] ایک اطلاع کے مطابق کویت میں کنز الایمان کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے جو لاہور سے شائع ہوگا۔

[۲] تفصیلی حالات کیلئے مطالعہ کریں۔ محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

[۳] ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول ص ۹۷ ...... [۴] المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء۔ ص ۸۵۔۱۱۳

[۵] انوار رضا، شرکت حنفیہ۔ لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء۔ ص ۹۶،۱۱۳ ...... [۶] المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، ص ۱۲۵۔۱۵۴

[۷] ایضاً ص ۱۵۴۔۱۵۶

علم قرآن وعلم تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی محدث بریلوی کو تبحر حاصل تھا۔ چنانچہ شیخ یٰسین احمد خیاری المدنی نے علم حدیث میں بھی محدث بریلوی کے تبحر کو سراہتے ہوئے لکھا ہے، وھو امام المحدثین اور وہ محدثین کے امام ہیں۔ [1]

محدث بریلوی کے فتاویٰ اور مندرجہ ذیل رسائل کے مطالعہ سے علم حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

(۱) النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)

(۲) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(۳) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(٤) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(٥) الاحادیث الرواقیہ لمدح الا امیر المعاویہ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

(٦) الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)

علم حدیث کے علاوہ علم فقہ میں محدث بریلوی کو جو تبحر حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) مولوی ابوالحسن علی ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جاسکتا ہے، فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔ [2]

---

[1] احمد رضا خاں، الفیوضاۃ الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی ص ۴۷۰

[2] ابوالحسن علی ندوی: نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، الجزء الثامن، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء، ص ۴۱

نوٹ...... محدث بریلوی ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حرمین شریفین حاضر ہوئے، دوران قیام مناسک حج سے متعلق شیخ حسین صالح شافعی کی کتاب جوھرۃ المضیہ کی عربی شرح النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ لکھ کر شیخ موصوف کی خدمت میں پیش کی۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۹۸) ...... دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاضر ہوئے اور دوران قیام مندرجہ ذیل عربی رسائل تصنیف فرمائے:۔

(الف) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

(ب) کفل الفقیہ افاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

(ج) الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

جزئیات فقہ پر غیر معمولی عبور کے متعلق جو مولوی ابوالحسن علی ندوی نے اظہار خیال فرمایا اس کی تصدیق فتاویٰ رضویہ سے ہوتی ہے مثلاً وہ پانی جس سے وضو جائز ہے محدث بریلوی نے اس پانی کی ۱۶۰ قسمیں بیان کیں ہیں۔ [۱] اور وہ پانی جس سے وضو ناجائز ہے اس کی ۱۴۶ قسمیں بیان کیں۔ [۲] اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ۱۷۵ صورتیں بیان کیں ہیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے، سمح النداء فیما یورث العجز عن الماء [۳] ماء مطلق اور ماء مقید کی تعریف میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے، النور والنورق لاسفار ماء مطلق [۴] وہ اشیاء جن سے تیمم جائز ہے ان کی ۱۸۱ قسمیں بیان کیں۔ ۷۴ منصوصات اور ۱۰۷ مزیدات مصنف۔ اور وہ اشیاء جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ۱۳۰ قسمیں بیان کیں ۵۸ منصوصات اور ۷۲ زیادات۔ [۵]

جزئیات فقہ کے علاوہ متون فقہ پر محدث بریلوی کو جو قدرت حاصل تھی وہ اہل علم کیلئے حیرت انگیز تھی چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں، حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے بعض سوالات کیے تو ان کے جواب بھی تحریر کیے۔ متون فقہیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر [۶] اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔ [۷]

متون فقہیہ پر استحضار کی یہ کیفیت تھی کہ بعض اوقات وہ بغیر دیکھے عبارات لکھتے جاتے تھے۔ چنانچہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں بھی اس قسم کے مظاہر سامنے آئے۔ آخری ایام میں علالت کی وجہ سے بریلی سے بھوالی چلے گئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی۔ اس زمانے میں ایک استفتاء کا جواب دیا تو اس میں کتب فقہ وحدیث کے ۳۱ حوالے موجود ہیں۔ [۸] فتاویٰ حامدیہ کی دو جلدیں مولانا وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) سے مستعار لیں اور ایک دن و ایک رات میں دیکھ کر واپس کر دیں۔ [۹] قرآن پاک کا ایک ایک پارہ روزانہ حفظ کر کے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ [۱۰]

---

[۱] احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول ص ۲۵۶، مطبوعہ لائل پور ...... [۲] ایضاً ص ۳۵۰، ۲، ۴۷، ۵۴۳

[۳] ایضاً ص ۶۱۱، ۶۵۹ ...... [۴] ایضاً ص ۴۰۷، ۵۵۳ ...... [۵] ایضاً ص ۵۸۶، ۸۵۰ ...... [۶] سرعت تحریر کے بارے میں مولوی ظفر الدین رضوی (والد ماجد ڈاکٹر مختار الدین آرزو) نے لکھا ہے کہ محدث بریلوی لکھتے جاتے اور چار آدمی اس کی نقل کرتے جاتے یہ چاروں نقل نہ کر پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۹۴) ...... [۷] ابوالحسن علی ندوی: نزھۃ الخواطر، الجزء الثامن، ص ۳۹

[۸] احمد رضا خاں: العطایا النبویہ، ج ۳ ص ۴۸۵ ...... [۹] ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۸ ...... [۱۰] ایضاً ص ۳۶

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے محدث بریلوی کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کتنا وسیع علم ہے اور ایک باکمال فقیہ ہونے کیلئے کس قدر علوم وفنون سے واقفیت ضروری ہے۔ محدث بریلوی کے بعض فتوے مختلف علوم وفنون پر مستقل رسائل معلوم ہوتے ہیں، مثلاً حوض کی مقدار دہ دردہ اور ذراع سے متعلق بحث پر یہ فتویٰ: النهی النمیر فی الماء المستدیر [1]

ریاضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ فتویٰ بھی علم ریاضی کا ایک مقالہ معلوم ہوتا ہے:

رجب السباحة فی میاہ لا یستویٰ وجهها وجوفها فی المساحه [2]

ماء جامد اور ماء جاری کی تعریف میں یہ فتویٰ علم طبعیات کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

الدقة والتبیان لعلم الرقة والسیلان [3]

جنس ارض کی تحدید و تعدید اور جنس ارض کے آثار سے متعلق یہ فتویٰ ارضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

المطر السعید علیٰ بنت جنس الصعید [4]

محدث بریلوی کے دارالافتاء (بریلی) میں ہندوستان، پاکستان، برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور بلاد اسلامیہ سے بکثرت فتوے آتے تھے جن کی تعداد ایک وقت میں کبھی چار سو اور کبھی پانچ سو تک جا پہنچتی تھی۔ محدث بریلوی اور ان کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے خود اس کا ذکر کیا ہے۔ [5] فتویٰ نویسی کے یہ فرائض بغیر کسی ادنیٰ معاوضے کے، للّٰہیت وخلوص کے ساتھ انجام دیئے جاتے تھے، محدث بریلوی ایک جگہ لکھتے ہیں، بھائیو! ما اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی ربّ العالمین میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔ [6]

---

[1] احمد رضا خاں: العطایا النبویه فی الفتاویٰ الرضویه، جلد اول ص ۳۲۱، ۳۳۰، مطبوعہ لاہور

[2] ایضاً، ص ۳۴۴، ۳۷۱

[3] ایضاً، ص ۳۸۴، ۳۹۹

[4] ایضاً، ۶۶۸، ۷۱۹

[5] (الف) احمد رضا خاں: العطایا النبویه فی الفتاویٰ الرضویه، جلد چہارم ص ۱۳۹، مطبوعہ لائل پور

(ب) حامد رضا خاں: سلامت اللہ لاہل السنۃ، ص ۵۴، ۵۵۔ مطبوعہ بریلی

[6] احمد رضا خاں: العطایا النبویه فی الفتاویٰ الرضویه، جلد سوم ص ۲۳۰

محدث بریلوی کے فتوے عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں ہیں۔ مطبوعہ مجلدات میں اوّل الذکر تین زبانوں میں فتوے ہیں۔ انگریزی فتوے ان قلمی مجلدات میں ہیں جو بریلی (بھارت) میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد احمد مصباحی (صدر المدرسین فیض العلوم، محمد آباد، گوہنہ بھارت) نے ایک مضمون میں لکھا ہے، عرصہ ہوا فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں تو یہ دیکھ کر سخت حیرت میں پڑ گیا کہ انگریزی کا جواب انگریزی میں ہے اور جواب بھی مختصر نہیں، بہت مبسوط ہے۔ [1]

محدث بریلوی نے خود اپنی تصانیف میں یا ان کے سوانح نگاروں نے انگریزی زبان سے واقفیت کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اس لئے اندازہ یہی ہے کہ انگریزی فتوے کسی صاحب نے ترجمہ کیے ہوں گے مگر فتوے کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور وہ بھی محققانہ اور فقیہانہ و عالمانہ فتوے، جس کسی نے بھی ترجمہ کیا ہوگا وہ بھی علم فقہ کا متبحر عالم ہوگا، اسکے بغیر صحیح ترجمہ ممکن نہیں۔ [2]

محدث بریلوی کے فتوے بلاد اسلامیہ اور پاکستان و ہندوستان میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے حافظ کتب الحرم سیّد اسمٰعیل خلیل کو جب محدث بریلوی نے اپنے عربی فتوے ارسال کیے تو انہوں نے جواباً لکھا: واللّٰہ اقول والحق اقول لوراھا ابو حنیفۃ النعمان لاء قرت عینیہ وجعل مولفھا من جملۃ الاصحاب [3] اور قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔

---

[1] محمد احمد مصباحی: 'امام احمد رضا فاضل بریلوی کے افتاء کی ایک خصوصیت' مطبوعہ ماہنامہ پاسبان (الہ آبادی) شمارہ جولائی ۱۹۷۹ء، ص ۱۳

[2] راقم الحروف کے والد ماجد مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی سے ایک ملاقات میں قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا، مفتی صاحب آپ نے بھی اسلامی قانون پڑھا ہے اور میں نے بھی، فرق یہ ہے کہ میں نے انگریزی میں پڑھا اور آپ نے عربی میں۔ حضرت والد ماجد نے فرمایا، یہی بہت بڑا فرق ہے کیونکہ فقہی اسرار و غوامض کو انگریزی میں منتقل کرنا مشکل اور ان کا سمجھنا اور مشکل۔ علامہ اخلاق احمد دہلوی نے ماہنامہ عقیدت (نئی دہلی) جولائی، اگست ۱۹۶۳ء میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ لندن میں ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے علامہ اقبال نے جب حضرت مجدد کے ایک مکتوب کو انگریزی میں پیش کرنا چاہا تو فرمایا کہ انگریزی ان اسرار و معارف کے اظہار سے قاصر ہے۔ (محمد اقبال: تشکیل جدید الہیاٗت، ص ۲۹۸۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء) (مسعود)

[3] احمد رضا خان: الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ مکتوب محررہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء مشمولہ رسائل رضویہ، ج ۲ ص ۲۵۸

۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء (لکھنؤ) نے اپنا پچاسی سالہ جشن تعلیمی منایا اس سلسلے میں عباسیہ ہال (کتب خانہ ندوہ) میں تعلیمی نمائش کا اہتمام کیا گیا جہاں بڑے بڑے طغروں میں ہندوستان کی ممتاز علمی شخصیتوں کے نام اور ان کی بعض تصانیف فن وار درج تھیں۔ عقائد و کلام کے طغرے میں محدث بریلوی کی خالص الاعتقاد اور فقہ کے طغرے میں النبیرۃ الوضیہ کے بھی نام تھے۔ ایک مشہور شامی عالم شیخ عبدالفتاح ابو غدہ (پروفیسر کلیۃ الشریعۃ محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض) کی نظر جب محدث بریلوی کی تصانیف پر پڑی تو انہوں نے فرمایا: این مجموعہ فتاویٰ الامام احمد رضا البریلوی [1] مولانا احمد رضا بریلوی کا مجموعہ فتاویٰ کہاں ہے؟

اس وقت فتاویٰ رضویہ پیش نہ کیا جا سکا بعد میں مولانا محمد یٰسین اختر الاعظمی نے پروفیسر موصوف سے پوچھا کہ وہ محدث بریلوی کے مجموعہ فتاویٰ سے کیسے متعارف ہوئے؟ انہوں نے جواباً کہا، میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا، عبارت کی روانی [2] اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔

---

[1] محمد یٰسین اختر: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۹۲، ۱۹۳۔ مطبوعہ الٰہ آباد ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

[2] محدث بریلوی کو عربی زبان سے فطری لگاؤ تھا، عربی میں ان کی بکثرت تصانیف ہیں ۱۳ برس کی عمر میں ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء میں پہلی عربی تصنیف پیش کی جس کا عنوان ہے ضوء النهايه فی اعلام الحمد والهدايه

(ظفر الدین رضوی: المجل المعدد لتاليفات المجدد، ص ۵۔ مطبوعہ پٹنہ)

علمائے حرمین شریفین نے محدث بریلوی کی عربی نظم ونثر کی تعریف کی ہے اور یہ الفاظ استعمال کیے ہیں:۔

(الف) کانها جواهر تکونت من الفاظ عذاب ومواهب لا تدرك بيد اكتساب (شیخ سعید بن محمد مکی)

(احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، جلد اول، ص ۱۲۶۔ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

(ب) فوجد تها شذرة من عسجد وجوهرة من عقود در و ياقوت و زبرجد (شیخ احمد محمد جدادی مکی)

(احمد رضا خاں: حسام الحرمین، ص ۱۹۶۔ مطبوعہ لاہور)

(ج) والفهامة الذى ترك تبيانه سحبان باقل (شیخ اسعد بن احمد دہان مکی)

(احمد رضا خاں: حسام الحرمین، ص ۱۷۰۔ مطبوعہ لاہور)

محدث بریلوی نے تیرہ سال دس مہینہ اور چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء اپنے والد مولوی محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ سات برس بعد ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں والد ماجد کا انتقال ہوا تو مستقل طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔ [1] محدث بریلوی نے لکھا ہے کہ ان کے جد امجد مولوی رضا علی خاں کے زمانے سے [2] فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری ہے اور ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء میں خود ان کے فتوے لکھتے پچاس برس ہو چکے ہیں۔ [3] اس پچاس برس کے عرصے میں فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں تیار ہو چکی تھیں جس کا ذکر محدث بریلوی نے متفرق مقامات پر خود کیا ہے۔ سرحد (پاکستان) کے ایک عالم مولانا عبدالواحد کی سند اجازت (مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء) میں لکھتے ہیں، وکذلك اجزته بجميع مؤلفاتی ...... منها الفتاوی الملقبة بالعطايا النبويه فی الفتاوی الرضويه وهی ان شاء الله ستطبع فی اثنی عشر مجلدات كبار وارجو المزيد [4]

فتاویٰ رضویہ کی بارہ مجلدات میں سے صرف پانچ پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہوئی ہیں۔ چھٹی جلد کی کتابت الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ، بھارت) میں ہو رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں جلدیں اسی ادارے میں ہیں، باقی جلدیں بریلی میں ہیں۔ [5] ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی تحقیقی ادارہ فتاویٰ رضویہ کی تدوین و اشاعت کی اہم ذمہ داری قبول کرے اور اسلامی قانون کے اس عظیم سرمایہ کو بلادِ اسلامیہ اور دوسرے ممالک میں پھیلائے۔ فتاویٰ رضویہ کی جلدیں بہت ہی ضخیم ہیں۔ اگر ان کو تدوین کے جدید تقاضوں کے تحت مرتب کیا جائے تو تقریباً پچاس مجلدات ہو جائینگی۔ حال ہی میں مولانا محمد حسن رضا خاں نے محدث بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے جس پر ان کو ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی ہے۔ [6] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم فقہ میں محدث بریلوی کو بڑا تبحر حاصل تھا۔

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ اوّل، ص ۱۳، ۱۴۔ مطبوعہ کراچی

[2] مولوی رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔ (رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۹۳)

[3] احمد رضا خاں: العطايا النبويه فی الفتاویٰ الرضويه، جلد سوم ص ۲۳۰ فتویٰ محررہ ۱۶ صفر ۱۳۳۷ھ

[4] سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد، مخزونہ مولوی عبداللطیف ظہیر، گڑھی کپورہ، سرحد

نوٹ...... کراچی اور بمبئی سے ۱۲ مجلدات شائع ہو گئی ہیں۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور ان مجلدات کی تشریح و ترجمہ کا اہم کام انجام دے رہی ہے۔ آٹھ جلدیں شائع ہو گئی ہیں۔ اُمید ہے تخریج کے بعد فتاویٰ رضویہ ۳۰ جلدوں تک پہنچ جائے گی۔ (مسعود)

[5] مکتوب مولانا افتخار احمد قادری، استاد ادب عربی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور محررہ ۲۵ اپریل ۱۹۷۹ء

[6] مکتوب مولانا محمد حسن رضا خاں، استاد مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ، محررہ ۲۵ اپریل ۱۹۷۹ء

علوم منقولہ کے علاوہ معقولہ میں بھی محدث بریلوی کو کمال حاصل تھا، مولوی ظفر الدین رضوی [1] نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے (وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) علم مربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبہ سکندری (رام پور) میں شائع کرایا جس کا محدث بریلوی نے بروقت جواب شائع کرایا اور اپنی طرف سے ایک اور سوال پیش کردیا جس کو پڑھ کر ضیاء الدین کو تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف جواب دیا بلکہ اُلٹا سوال بھی پیش کردیا۔ [2] محدث بریلوی سے سر ضیاء الدین کا یہ پہلا غائبانہ تعارف تھا۔ اس کے بعد وہ پروفیسر سیّد سلیمان اشرف کے ایماء پر ریاضی سے متعلق ایک لاینحل مسئلہ دریافت کرنے محدث بریلوی کے پاس گئے جس کو محدث بریلوی نے حل کردیا۔ [3] مولوی محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں سر ضیاء الدین کے قیام شملہ کے زمانے میں محدث بریلوی سے ملاقات کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواباً کہا، میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاینحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں۔ [4]

علم ریاضی کے علاوہ علم ہیأۃ و نجوم میں بھی محدث بریلوی کو کمال حاصل تھا۔ انگریزی اخبار ایکسپریس (شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کے بارے میں ایک دل ہلانے والی پیشن گوئی کی تھی۔ جب محدث بریلوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے علمی طور سے اس کا رد کیا اور اس کو لغو قرار دیا [5] چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن امریکی منجم کی یہ پیشن گوئی علم ہیأۃ سے متعلق تین رسالوں کا دیباچہ بن گئی جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) الکلمة الملهمة فی الحکمة المحکمه لوها الفلسفة المشمئة (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

(۲) فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

(۳) نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

---

[1] مولانا ظفر الدین رضوی، ڈاکٹر مختار الدین آرزو (صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے والد اور محدث بریلوی کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ (مسعود)

[2] ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۶، ملخصاً

[3] تفصیلات کیلئے مطالعہ کریں: ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۰، ۱۵۳

[4] ایضاً، ص ۱۵۵ (اس ملاقات کے چشم دید گواہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری بقید حیات ہیں)۔ (مسعود)

[5] مکتوب محدث بریلوی بنام مولوی ظفر الدین رضوی، محررہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ

نوٹ...... یہ مکتوب ۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں علمی طور پر بحث کی گئی ہے۔ (مسعود)

فلسفہ جدیدہ وقدیمہ کے متعلق محدث بریلوی کا طرز عمل مقلدانہ نہ تھا بلکہ مجتہدانہ تھا۔ چنانچہ آقائے بیدار بخت (لاہور) کے استاد پروفیسر حاکم علی (پروفیسر ریاضی، اسلامیہ کالج، لاہور) کو لکھتے ہیں، محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دوراز کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔[1]

صوتیات اور علم التوقیت میں بھی محدث بریلوی کو مہارت حاصل تھی مندرجہ ذیل رسائل اس پر شاہد ہیں:۔

(۱) البیان شافیا لفونو غرافیا (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)

(۲) الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت

علم تکسیر میں ایک رسالہ سیّد حسین مدنی کیلئے لکھا جس کا عنوان ہے: اطائب الاکسیر فی علم التکسیر[2]

اور مولانا عبدالغفار بخاری کیلئے علم جفر میں یہ رسالہ تصنیف کیا: سفر السفر عن الجفر بالجفر[3]

---

[1] احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۳

[2] ظفرالدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۷۲

[3] ایضاً، ص ۱۶۳، ۱۶۴

نوٹ..... تفصیلات کیلئے 'ماہنامہ المیزان بمبئی' کا امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۳۔۳۲۴) مطالعہ کریں جس میں ۴۰ علوم وفنون پر محدث بریلوی کی ۵۴۸ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں۔ مولانا عبدالمبین نعمانی، مزید تفصیلات جمع کر رہے ہیں جو المجمع الرضوی (مبارک پور۔ اعظم گڑھ، یوپی) کی طرف سے شائع ہوں گی۔ (مسعود)

عقائد وافکار میں محدث بریلوی متقدمین اور سلف صالحین کے پیرو تھے، انہوں نے اپنے دور میں سیاست و مذہب میں تجدید واحیاء کے فرائض انجام دیئے۔ غالباً اسی لئے بعض علماء عرب نے ان کو مجدد کہا ہے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرم سیّد اسماعیل خلیل مکی لکھتے ہیں:

لو قيل في حقه انه مجدد هذه القرن لكان حقا و صدقا ۱

اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو یہ بات صحیح اور سچی ہوگی۔

مولانا بریلوی ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے تھے ۲ مگر وہ روح اسلام کو اس کے قول وعمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ تاریخ کے تہذیبی وتمدنی عمل کے پیش نظر وہ اس حد تک چھوٹ دیتے تھے۔ جس حد تک قول وعمل شریعت سے متصادم نہ ہوں۔ وہ ہر اس شخص کو جو دین میں نئی نئی باتیں داخل کرتا ہے، بدعتی قرار دیتے تھے۔ ۳ اور اس شخص کا تعاقب کرتے تھے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے بے راہ روی اختیار کرتا تھا۔

مولانا بریلوی نے خلاف شرع عادات ورسوم پر تنقید کی ہے اور اس طرح تجدید واصلاح کی ذمہ داری پوری کی۔

اسلامی معاشرے کے بعض افراد فرائض وسنن کو چھوڑ کر مستحبات ومباحات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ مولانا بریلوی کی نظر میں ایسے لوگوں کی نیکیاں شریعت کی نظر میں مردود ہیں۔ ۴ بعض لوگ شریعت وطریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، مولانا بریلوی اس تقسیم کو سختی کیساتھ رد کرتے ہیں اور طریقت کو عین شریعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل ومردود فرما چکا۔ ۵ عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جس کا کوئی پیر ومرشد نہیں' اس کا پیر ابلیس ہے۔ مولانا بریلوی اس خیال کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں، انجام کار رستگاری...... کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ ۶ لیکن وہ بیعت ومریدی کے خلاف بھی نہیں بلکہ اصلاح باطن کیلئے اس کو مفید قرار دیتے ہیں۔ ۷

---

۱ احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۵۱، سیّد عبدالقادر طرابلسی اور شیخ موسیٰ علی شامی نے بھی مجدد لکھا ہے (الفیوضات الملکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۸۲، ۲۶۴) ...... ۲ احمد رضا خاں: السنية الانيقه فى فتاوىٰ افريقه (۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۵۲

۳ احمد رضا خاں: اعلام الاعلام (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۵

۴ احمد رضا خاں: اعزا الاكتناه فى رد صدقة مانع الزكوٰة (۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۰، ۱۱

۵ احمد رضا خاں: مقال العرفاء باعزاز شروع وعلماء (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) مطبوعہ کراچی، ص ۷

۶ احمد رضا خاں: السنية الانيقه، مطبوعہ بریلی، ص ۱۴۴ ...... ۷ احمد رضا خاں: السنية الانيقه، مطبوعہ بریلی، ص ۱۴۱ (نوٹ: محدث بریلوی ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء) سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ ان کو ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت حاصل تھی جس کا انہوں نے الاجازۃ الرضویہ میں ذکر کیا ہے۔ (احمد رضا خاں: الاجازة الرضويه لمبجل مكة البهية، ص ۳۱۶، ۳۱۸)

عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مسلمان بزرگوں کے مزارات پر جا کر سجدے کرتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے غیر اللہ کیلئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ سجدۂ تعظیمی کے خلاف اپنے ایک مستقل رسالے میں وہ لکھتے ہیں سجدہ حضرت عزّ جلالہ کے سوا کسی کیلئے نہیں، اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ [1]

آج کل پڑھے لکھے مسلمانوں کے گھروں میں تصویریں لگانے اور مجسمے سجانے کا عام رواج ہو گیا ہے۔ بعض ان پڑھ مسلمان تبرکاً براق کی تصویریں بھی لگاتے ہیں۔ مولانا بریلوی نے اس کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ البتہ نعلین مبارک اور قبہ شریف کے عکس کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے۔ [2]

مسلمانوں میں فاتحہ سوئم چہلم برسی وغیرہ کا رواج عام ہے۔ مولانا بریلوی نے اس کی روح کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس میں غیر ضروری لوازمات کو بے اصل۔ وہ تعین یوم کو آسانی و سہولت کیلئے جائز سمجھتے ہیں اور اس خیال کو غلط تصور کرتے ہیں کہ متعین دِنوں میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ [3] اسی طرح وہ نیت کو ایصال ثواب کی روح تصور کرتے ہیں اور اس رسم کی تائید نہیں کرتے کہ اہتمام کیساتھ کھانا سامنے لا کر رکھا جائے، انکے نزدیک اس کو ضروری سمجھ کر کرنا جائز نہیں البتہ سامنے رکھنے میں مضائقہ بھی نہیں کہ ایصال کے بعد فوراً تقسیم کر دیا جائے۔ میت کی فاتحہ و ایصال ثواب میں وہ غرباء و مستحقین کو فوقیت دیتے ہیں اور اس کے خلاف ہیں کہ امیروں اور برادری کے لوگوں کو بلا کر اہتمام سے کھانا کھلایا جائے۔ [4]

دورِ جدید کی بدعات میں عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا پھرنا، نامحرموں کے سامنے آنا، میت کے گھر جمع ہو کر کھانا پینا، رہنا سہنا، زیارتِ قبور کیلئے قبروں پر جانا اور نامحرم پیروں کو محرم سمجھ کر ان کے سامنے آنا عام ہے۔ مولانا بریلوی نے ان بدعات کی مخالفت کی۔ ایک سوال کے جواب میں کہ عورت اپنے محارم اور غیر محارم کے ہاں جا سکتی ہے یہ رسالہ تصنیف کیا:

مروج النجا لخروج النساء (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)

---

[1] احمد رضا خان: الزبدة الزکیه لتحریم سجود التحیه، مطبوعہ بریلی، ص ۵

[2] احمد رضا خان: شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و نعاله (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی

[3] احمد رضا خان: الحجة الفائحه لطیب التعین والفاتحه (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۴

[4] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ، حصہ سوم (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مطبوعہ علی گڑھ، ص ۴۵

میت کے گھر عورتوں اور مردوں کا جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو زیر بار کرنے کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے یہ رسالہ لکھا: جلی الصوت لنهی الدعوت امام الموت (۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)

زیارتِ قبور کیلئے قبرستان جانے کی عورتوں کو سختی سے ممانعت کی اور یہ رسالہ لکھا:

جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

مگر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کو مستثنیٰ قرار دیا کیونکہ عورتوں اور مردوں کا اس دربار میں حاضر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے البتہ بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری سے منع کیا ہے حتیٰ کہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پر جانے بھی عورتوں کو روکا ہے۔ [1]

قبروں پر چراغ جلانے کیلئے پوچھا گیا تو اس کو بدعت اور مال کا ضیاع قرار دیا البتہ اس صورت میں جائز قرار دیا کہ قبر مسجد میں ہو یا سرراہ ہو اور چراغ سے نمازیوں اور مسافروں کو فائدہ پہنچے۔ [2] مولانا بریلوی کے نزدیک جو کام دینی فائدے اور دُنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو وہ عبث و بیکار ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف اور اسراف حرام ہے۔ [3]

قبروں پر لوبان وغیرہ جلانے کیلئے دریافت کیا تو اس کو منع کیا اور اسراف و اضاعت مال قرار دیا اور لکھا کہ اس خوشبو کی میت صالح کو کوئی حاجت نہیں وہ اگر اور لوبان سے غنی ہے۔ صالحین کی قبروں پر چادر چڑھانے کیلئے دریافت کیا تو اس کو مشروط طور پر اسلئے جائز قرار دیا کہ عوام الناس ان کی طرف متوجہ ہو کر مستفیض ہوں اور وہ بھی صرف ایک چادر، جب پھٹ جائے تو دوسری نہ کہ لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا جائے، یہ بہرحال ان کی نظر میں جائز نہیں جب کہ اس کا مصرف غرباء کیلئے نہ ہو۔ رسم کے طور پر چادر چڑھانے کو انہوں نے فضول قرار دیا اور لکھا ہے، جو دام اس میں صَرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیلئے محتاج کو دیں۔

آلاتِ موسیقی کے ساتھ خانقاہوں حتیٰ کہ مساجد کے قریب مقابر پر قوالیوں کا عام رواج ہے اعراس وغیرہ پر خاص طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔ مولانا بریلوی نے اس قسم کی قوالیوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ [4] حتیٰ کہ ایسے اعراس میں شرکت کی ممانعت کی جہاں مزامیر کیساتھ قوالی کا اہتمام ہو۔ [5] مولانا بریلوی نے اعراس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر اس کو شرعی قیود سے اتنا مقید کر دیا ہے [6] کہ دورِ جدید کے بیشتر اعراس میں شرکت ان کے منشاء کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ اکثر اعراس میں کوئی نہ کوئی شرط معدوم نظر آتی ہے۔

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۱۰ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مطبوعہ کراچی

[2] احمد رضا خاں: ابریق المنار بشموع المزار، ص ۹،۱۰ (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور

[3] احمد رضا خاں: احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۳۸۔ مطبوعہ آگرہ ...... [4] احمد رضا خاں: مسائل سماع، ص ۲۲۔ مطبوعہ لاہور

[5] احمد رضا خاں: احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۳۳۔ مطبوعہ آگرہ

[6] مواھب ارواح القدس لکشف حکم العرس، ص ۵ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

شادیوں میں اور شبِ برأت کے موقع پر آتش بازی وغیرہ چھوڑنے کا عام رواج تھا، گو اب کم ہوگیا ہے۔ مولانا بریلوی نے اس کو حرام قرار دیا اور ایسی شادی میں شرکت کی ممانعت کی جہاں محرمات شرعیہ کا ارتکاب ہو۔ [1] مولانا بریلوی نے ملتِ اسلامیہ کو ہر مرحلے پر اسراف سے روکا ہے جس نے اس کی اقتصادی حالت تباہ کردی۔ وہ بدعات کو مذہب و معاشرے دونوں کیلئے مضر سمجھتے تھے اس کی وجہ سے انسان میں نیکی کی طرف رغبت کی صلاحیت نہیں رہتی۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں، قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کردیا جاتا ہے، اب اس میں حق کو دیکھنے، سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۔ [2]

﴿4﴾

مولانا بریلوی نے نہ صرف معاشرے کی اصلاح کی بلکہ سیاست میں بھی انہوں نے اہم کردار ادا کیا، ان کے افکار سے میدانِ سیاست کے شہسواروں نے فیض حاصل کیا۔ مولانا بریلوی کی سیاسی خدمات پر بعض مؤرخین و محققین نے لکھا ہے مگر بہت مختصر مثلاً ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی [3]، میاں عبدالرشید [4]، سیّد انور علی ایڈووکیٹ [5] وغیرہ۔ اس پہلو پر سیر حاصل لکھا جاسکتا ہے، پیش نظر مقالے میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔

مولانا بریلوی کے سیاسی افکار کو سمجھنے کیلئے ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے:۔

(۱) انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)

(۲) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)

(۳) تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

(٤) دوام العیش فی ائمة من قریش (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

(۵) المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنه (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

(٦) الطاری الداری لهفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

---

[1] احمد رضا خاں: ھادی الناس فی رسوم الاعراس، ص ۲ (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) مطبوعہ لاہور

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ سوم، ص ۵۴ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) مطبوعہ علی گڑھ

[3] Ishtiaque Hussain Qureshi: Ulema in Politics, Karachi, 1973

[4] Mian Abdul Rasheed: Islam in Indo-Pak Subcontinent, Lahore, 1977

[5] Syed Anwar Ali: Mystics and Monarchs, Karachi, 1979

پہلے رسالے میں ہندوؤں کی تحریک پر کئے جانے والے گائے کی قربانی کے جواز وعدم جواز کے متعلق ایک سوال کا جواب ہے۔ مولانا بریلوی نے ہندو سیاست کے مضمرات کو نظر میں رکھتے ہوئے جواب دیا کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی بیجا ہٹ بجا رکھنے کیلئے گائے کی قربانی کو یک قلم ختم کر دینا ہرگز جائز نہیں۔ ۱ یہی سوال مشہور فقیہ مولوی عبدالحیٔ فرنگی محلی سے کیا گیا تو انہوں نے سیدھا سادا جواب دے دیا۔ ۲ بعد میں ہندوؤں کے سیاسی مضمرات کا علم ہوا تو یہی فتویٰ دیا جو مولانا بریلوی نے دیا تھا۔ ۳ مولانا بریلوی کی سیاسی سوجھ بوجھ اور فقیہانہ بصیرت کو سراہتے ہوئے مولانا شبلی نعمانی کے استاد مولانا ارشاد حسین رام پوری نے یہ مختصر و جامع تبصرہ کیا۔ الناقد بصیر ۴ پر رکھنے والا دیدہ ور ہے۔

بظاہر گائے کی قربانی کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا لیکن سیاست پاک و ہند پر جن کی گہری نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ برصغیر کی سیاست میں اس کو اہمیت حاصل رہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) نے اس کا شعائر اسلام میں سے اہم شعار قرار دیا ہے۔ ۵ دورِ اکبری میں ہنود کی کوشش سے اس پر پابندی لگائی گئی۔ ۶ پھر دورِ جہاں گیری میں حضرت مجدد کی کوشش سے یہ پابندی ختم ہوئی اور خود جہانگیر نے آپ کے سامنے گائے ذبح کرائی۔ ۷ اس کے بعد تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے میں (۱۹۱۹ء / ۱۹۲۲ء) میں پھر ہنود نے ترک گاؤکشی کا سیاسی پلیٹ فارم سے مطالبہ کیا۔ ۸ جس کی تائید سیاسی پلیٹ فارم سے مسلمان عمائدین نے کی۔ ۹ مولانا بریلوی نے اپنی سیاسی بصیرت سے ہندوؤں کے مخفی عزائم کو پہلے ہی بھانپ لیا اور روزِ اوّل ہی اس کا سد باب کر دیا اور اس طرح سلطنت اسلامیہ کیلئے راہ ہموار کی۔

---

۱ احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، ص ۹۔ مطبوعہ بریلی ...... ۲ ایضاً، ص ۱

۳ عبدالحیٔ: مجموعہ فتاویٰ، اشاعت اوّل جلد دوم، ص ۱۴۸، ۱۵۵

۴ احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، ص ۱۰۔ مطبوعہ بریلی

۵ احمد سرہندی: مکتوبات، دفتر اوّل حصہ دوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۲ھ، مکتوب نمبر ۶۵

۶ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، جلد دوم۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

۷ (الف) بدرالدین سرہندی: مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن نمبر ۶۳۵

(ب) تزک جہاں گیری، ص ۶۹۶۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء

۸ (الف) محمد سلیمان اشرف: النور، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء۔ ص ۱۱

(ب) محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، ص ۱۔ مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۲۵ء

۹ خدا بخش: مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

رسالہ اعلام الاعلام میں دوسرے علماء سے اختلاف کرتے ہوئے جنہوں نے غیر منقسم ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سود کو جائز قرار دیا تھا۔ مولانا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا اور سود کو حرام۔ یہ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء کی بات ہے۔ ایک عرصہ بعد جب تحریک آزادی ہند کے زمانے میں بعض علماء نے ہندوستان کو پھر دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا۔ تو مولانا بریلوی نے سخت مزاحمت کی۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح ہنود نے مسلمانوں کو گاؤکشی ترک کرنے پر اُکسایا اسی طرح انہوں نے حکمتِ عملی سے ترکِ وطن پر اُکسایا کیونکہ ان دونوں تحریکوں سے ہندو ہی کو فائدہ پہنچا اور مسلمانوں کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ مولانا بریلوی پاک و ہند پر مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے بعد اتنی جلدی مسلمانوں کے حق سے دست بردار ہوکر استخلاص وطن کے تمام امکانات کو ختم کرنے پر تیار نہ تھے۔ انہوں نے ہجرت کو مسلمانوں کی معیشت و سیاست دونوں کیلئے تباہ کن قرار دیا اور بعد کے تاریخی واقعات نے اس کو سچ کر دکھایا۔

تیسرے رسالے دوام العیش میں مولانا بریلوی نے مسئلہ خلافت پر بحث کی ہے۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا۔ اس تحریک میں جان ڈالنے کیلئے بعض علماء نے خلافت کیلئے قید قرشیت کو ختم کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید کو خلیفہ اسلام اور ان کی سلطنت کو خلافت اسلامیہ قرار دیا۔ شریعت اسلامیہ میں خلیفہ اسلام اور سلطان وقت کیلئے شرائط اور ان کی اتباع و حمایت کے احکام جدا جدا ہیں۔ مولانا بریلوی کے نزدیک خلیفہ کیلئے شرعاً قریشی ہونا ضروری تھا اس لئے ان کو سلطان ترکی اور سلطنت ترکیہ کی حمایت و تائید سے تو اختلاف نہ تھا [۹۶] البتہ سلطان کو خلیفہ کہنے اور سلطنت کو خلافت کا نام دینے سے اختلاف تھا۔ ۱۹۲۲ء میں خود مصطفےٰ کمال نے سلطنت ترکیہ کو ختم کیا اور سلطان عبدالحمید کو ملک بدر کیا [۹۷] تو دعویٰ خلافت کی حقیقت کھل کر لوگوں کے سامنے آگئی اور مسلمانوں کو نصاریٰ کے سامنے شرمسار ہونا پڑا۔ مولانا بریلوی اس تحریک سے عملاً اسی لئے علیحدہ رہے کہ ان کے نزدیک اس کی بنیاد شریعت پر قائم نہ تھی۔ بلکہ وہ اس کو حصول سوراج کی درپردہ کوشش خیال کرتے تھے۔ مسٹر گاندھی اور ہندوؤں کی حمایت نے اس خیال کو اور تقویت پہنچائی پھر تاریخی و سیاسی واقعات نے اس خیال کی تصدیق کر دی۔

---

۹۶ (الف) اخبار ہمدم (لکھنؤ) شمارہ ۷ نومبر ۱۹۲۲ء

(ب) منور حسین: ملفوظات امیر ملت، ص ۱۸۱۔ مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء

(ج) خدا بخش اظہر: مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء

۹۷ (الف) السوادالاعظم (مرادآباد)، شمارہ شعبان ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء ص ۷، ۸

(ب) السوادالاعظم (مرادآباد)، شمارہ، جمادی الاوّل ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء ص ۳۱

(ب) امام احمد رضا خان: دوام العیش، مطبوعہ بریلی، ص ۱۴

مولانا بریلوی سیاسی استحکام کیلئے معاشی استحکام کو ضروری سمجھتے تھے۔ دورِ جدید کے عالمی حالات سے ان کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی معاشی واقتصادی اور مذہبی واخلاقی فلاح و بہبود کیلئے انہوں نے چند اہم تجاویز پیش کیں جو ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء میں کلکتہ اور رام پور سے شائع ہوئیں۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ اس کونز یونیورسٹی کینیڈا) نے مولانا بریلوی کی ان تجاویز کا محققانہ جائزہ لیا ہے اور 'فاضل بریلوی کے معاشی نکات' کے عنوان سے ایک مقالہ پیش کیا ہے جو ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ مولانا بریلوی نے ایک طرف اپنا رسالہ 'تدبیر فلاح ونجات واصلاح' لکھ کر اپنی تجاویز عام کیں تو دوسری طرف ان کے متبعین نے انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے اصلاحی تنظیمیں قائم کیں اور اس وقت جو وہ کر سکتے تھے کیا۔

۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی کے ایماء پر تحریک ترک موالات شروع ہوئی جو تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) کا تمتہ کہی جا سکتی ہے۔ تحریک خلافت کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کا جو ایک طوفان اُٹھا تھا وہ اب شباب پر پہنچ گیا۔ مسلمان جذبات کی رو میں بہہ رہے تھے اور سارے سیاسی فوائد ہندو حاصل کر رہے تھے۔ مسلمان عوام وخواص اپنی سادگی اور سادہ لوحی کی وجہ سے اس کو محسوس نہ کرتے تھے مگر مولانا بریلوی نے یہ بات شدت سے محسوس کی اور مسلمانوں کو ایسے اتحاد سے باز رہنے کی ہدایت کی جو ان کی سیاست ومعیشت اور مذہب سب کو ختم کر کے رکھ دے۔[۱] چنانچہ انہوں نے شدید علالت کے باوجود رسالہ المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنة (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) لکھا جس میں مسلمانوں کو اس اتحاد کے انجام سے متنبہ کیا اور مخالفین کے عزائم سے خبردار کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال دونوں خاموش خاموش سے تھے مگر مولانا بریلوی نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر جو بات وہ حق سمجھتے تھے اس کا برملا اظہار کیا اور یہ ان کی مذہبی غیرت اور سیاسی جرأت کی دلیل ہے۔

---

[۱] علمائے دین کی طرف سے ہندو مسلم اتحاد اور مسٹر گاندھی کی حمایت وتائید، محدث بریلوی کی نظر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کیلئے مضر اور ہندوؤں کیلئے مفید تھی، جو کچھ انہوں نے سوچا وہی ہوا۔ حال ہی میں مشہور مستشرق پروفیسر باسیتیوں (۱۸۸۳ء۔۱۹۶۲ء) کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس سے معلوم ہوا کہ پروفیسر موصوف علمائے اسلام کی طرف سے مسٹر گاندھی کے مشن کی تائید وحمایت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے مسٹر گاندھی کو آفاقیت کا علم بردار اور ان کے پیغام کو دنیا کیلئے قابل تقلید قرار دیا۔ علماء حمایت نہ کرتے تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتا۔ محدث بریلوی کے اندیشے اور اندازے صحیح تھے۔

Giulio Baseiti Sani: Prophet of inter-Religious Reconciliation, Chicago, 1974, pp. 202-218

اسی زمانے میں ان کے دوست اور ہندوستان کے مشہور عالم مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مسٹر گاندھی کی سیاست میں اُلجھ کر ان کے ساتھ ہوگئے اور بعض ایسے اقوال واعمال ان سے سرزد ہوئے جو مولانا بریلوی کی نظر میں خلافِ شرع تھے اور سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کیلئے تباہ کن۔ چنانچہ انہوں نے دوست کی دوستی کی پروا کئے بغیر اس طرزِ عمل پر سخت تنقید کی۔ مولانا بریلوی کی یہ تنقیدات الطاری الداری لهفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ھ) کے نام سے ان کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں نے تین حصوں میں بریلی سے شائع کردیں۔ ان تنقیدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی اظہارِ حق میں مخالف وموافق کی پروا نہ کرتے تھے۔

مولانا بریلوی کے نزدیک ہندو، عیسائی، یہودی، آتش پرست سب مسلمانوں کے دشمن ہیں، ان میں سے کسی ایک کو اپنا دوست سمجھنا سخت سیاسی غلطی ہے، یہ بات ممکن ہے کہ ۱۹۲۰ء میں سمجھ نہ آتی ہو لیکن اب جبکہ ملتِ اسلامیہ بیسیوں نشیب وفراز سے گزر چکی ہے اور گزر رہی ہے، یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی جارہی ہے۔ مولانا بریلوی کہتے ہیں ــ

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا مرتد مشرک یہود و گبرو ترسا [۱]

مولانا بریلوی حریت وآزادی کیلئے جو راہ متعین کرگئے تھے اس پر ان کے صاحبزدگان، خلفاء وتلامذہ اور متبعین گامزن ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں مولانا بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نے الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی [۲] جس نے آگے چل کر پاکستان کیلئے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں اس کے تاریخی اجلاس ہوئے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کے اجلاس میں یہ قرارداد پاس ہوئی، آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلِ سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔ [۳]

---

[۱] احمد رضا خان: الطاری الداری، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی، ص ۹۹

[۲] تفصیلات کیلئے ملاحظہ کریں:۔

(الف) محمد جلال الدین: خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

(ب) محمد مسعود احمد: تحریکِ آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

[۳] سیّد محمد محدث: خطبۂ صدارت، جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مرادآباد ۱۹۴۱ء، ص ۲۹

ہندوستانی نقطہ نظر سے شاید یہ بات اچھی نہ معلوم ہو کہ ایک ہندوستانی مسلمان عالم ہندو مسلم اتحاد کے خلاف بات کہے یا ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا خواب دیکھے۔ لیکن عملی زندگی میں دیکھا یہ گیا کہ سیاسی طور پر اتحاد کے جو مخالف تھے معاشرتی زندگی میں انہوں نے ہندوؤں کا بائیکاٹ نہیں کیا لیکن جو لوگ اتحاد کی بات کرتے تھے انہوں نے معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کا نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ ان کیساتھ نہایت ذِلت آمیز سلوک روا رکھا۔ زبانی دعوے اور عملی مظاہرے میں بڑا فرق تھا۔ رہا ہندوستان میں اسلامی حکومت کا قیام۔ جب ہندوستانی ہندوؤں نے سوراج اور ہندو اسٹیٹ کی بات کی تو اس کو گناہ نہ سمجھا گیا تو اگر ہندوستانی مسلمانوں نے اسلامی حکومت کی بات کی تو اس کو بھی گناہ نہ سمجھنا چاہیے۔ دونوں نے اپنے اپنے گھر میں رہن سہن کی بات کی۔ اس میں کیا برائی تھی؟

اسلامی نقطہ نظر سے ہندو مسلم عدم اتحاد کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہندو رعایا کو معاشی یا مذہبی حیثیت سے دل شکستہ کیا جائے مگر سوراج یا ہندو اسٹیٹ کا یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسلم رعایا معاشی و مذہبی طور پر دل شکستہ رہے۔ پاک و ہند کی ۳۲ سالہ تاریخ ان حقائق کی گواہ ہے۔

محدث بریلوی فقاہت وسیاست کے علاوہ ادب وشاعری میں بھی کمال رکھتے تھے ان کی فصاحت وبلاغت کی اہل عرب نے تعریف کی ہے۔ چنانچہ شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی لکھتے ہیں:۔

الحمد للّٰہ علی وجود مثل ھذا الشیخ فانی لم ارا مثلہ فی العلم والفصاحہ [۱]

محدث بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، بیشک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

اسی طرح دوسرے علمائے عرب نے بھی تعریف کی ہے۔ پاک وہند کے بہت سے شعراء اور ادباء ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

محدث بریلوی باکمال شاعر تھے، وہ تلمیذ رحمٰن تھے، شاعری میں ان کا کوئی استاد نہ تھا۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں (م ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مرزا داغ دہلوی (م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) کے شاگرد تھے، مولانا حسرت موہانی (م ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء) نے حسن رضا خاں کی شاعری پر ایک مقالہ قلم بند کیا تھا۔ [۲] اس سے ان کے مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ نعت گوئی میں حسن رضا خاں کے استاد محدث بریلوی تھے۔ [۳]

محدث بریلوی مشہور نعت گو مولانا کفایت علی کافی شہید (م ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء) سے بیحد متاثر تھے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے [۴] غلام رسول مہر نے بھی یہ بات لکھی ہے [۵] محدث بریلوی نے لکھا ہے کہ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتا ہے۔' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے محتاط تھے، اس احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا واقعی ان کا کمال ہے۔ انہوں نے ایک جگہ خود کہا ہے

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم [۶]

---

[۱] مکتوب محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ از مکہ معظمہ بنام محدث بریلوی ...... [۲] اردوئے معلی (علی گڑھ) شمارہ جون ۱۹۱۲ء

[۳] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۴۲۔ مطبوعہ کراچی

[۴] (الف) احمد رضا خان: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۹۳، ۹۴۔ مطبوعہ بدایوں

(ب) محمد مصطفےٰ رضا خاں: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۴۱۔ مطبوعہ کراچی

[۵] غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، ص ۳۱۱۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ...... [۶] احمد رضا خان: حدائق بخشش، ص ۳۲۔ مطبوعہ بدایوں

ابتداء میں محدث بریلوی کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی) [1]، ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) [2] وغیرہ وغیرہ ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے ہیں جن میں عربی، اردو اور فارسی کلام شامل ہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں محدث بریلوی کے کلام کا ایک مجموعہ حدائق بخشش کے نام سے دو حصوں میں بریلی اور پٹنہ سے شائع ہوا۔ اب تک دیوان حدائق بخشش کو محدث بریلوی کے تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) میں ایک اشتہار نظر سے گزرا جس میں دیوان حدائق بخشش کو انتخاب دیوان لکھا ہے۔ [3] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ محدث بریلوی کا کلام ہنوز پورا جمع نہ ہو سکا۔ مطالعہ کے دوران جو حقائق و شواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہو گئی۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے بدایوں سے ایک مجمع شائع ہوا جس میں محدث بریلوی کا عربی، اردو اور فارسی کلام شامل ہے مگر اس میں کچھ کلام الحاقی بھی معلوم ہوتا ہے۔ جناب شمس بریلوی نے تینوں حصوں کا مستند انتخاب اپنے فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ مرتب کیا ہے جو مدینہ پبلشنگ، کراچی نے ۱۹۷۶ء میں شائع کر دیا ہے۔

مولانا عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) کی منقبت میں چراغ انس (م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) کے عنوان سے محدث بریلوی نے ایک قصیدہ لکھا تھا جو پہلی بار تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا۔ [4] پھر مولانا حسن رضا خاں نے کتابی صورت میں بریلی سے شائع کیا۔ یہ قصیدہ ۷۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ شاہ ابوالحسین نوری (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) کی منقبت میں بھی ایک قصیدہ مشرقستان قدس کے عنوان سے لکھا تھا جو ماہنامہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا تھا۔ [5] ایک نظم الاستمداد علی اجیال الارتداد (م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۸۱ء) کے عنوان سے لکھی، لائل پور سے ۱۹۷۶ء میں اس کا ایک ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ کتاب الطاری الداری (م ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء) کے تیسرے حصے میں محدث بریلوی کے تقریباً ۲۰۰ عربی اور فارسی اشعار ملتے ہیں۔ [6] مشہور عربی قصیدہ غوثیہ کی منظوم فارسی شرح لکھی جو قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظومہ (م ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ترجمہ و شرح کے مجموعی اشعار کی تعداد ۹۲ ہے۔

---

[1] الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۱، ۳ محرم، صفر، ربیع الاوّل، جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء۔ ص ۲، ۳

[2] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) (ا) شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ (ب) محرم ۱۳۲۶ھ (ج) صفر ۱۳۲۶ھ (د) محرم ۱۳۲۷ھ

[3] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) صفر (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)، ص ۴۲

نوٹ...... راقم نے حدائق بخشش کے تینوں حصوں سے اُردو نعتیہ غزلیات قصائد اور رباعیات کا انتخاب مرتب کیا تھا جو ۱۹۹۵ء میں سرہند پبلی کیشنز نے نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے۔ (مسعود)

[4] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ رمضان المبارک و شوال المکرم (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء)۔ ص ۳۹، ۴۱

[5] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ۱۱، ۱۲، جلد ۴ بحوالہ چراغ انس، مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ ...... [6] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، مطبوعہ بریلی

اُردو اور فارسی کلام کی طرح محدث بریلوی کا عربی کلام بھی منتشر ہے۔ ربیع الاوّل ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں انہوں نے عربی میں ایک حمد کہی تھی جو ۱۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ [1] فتاویٰ رضویہ [2] ملفوظات [3] سندات [4] وغیرہ میں ان کا عربی کلام بکھرا پڑا ہے۔ ڈاکٹر حامد علی خاں (ریڈر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے محدث بریلوی کی عربی پر ایک وقیع مقالہ لکھا ہے جس میں بعض دیگر مآخذ کی نشاندہی کی ہے اور بہت سے اشعار پیش کیے ہیں۔ [5] مولانا محمود احمد قادری (کانپور) محدث بریلوی کے عربی کلام پر تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں، انہوں نے کئی سو اشعار جمع کر لئے ہیں۔ [6] محدث بریلوی نے آمال الابرار کے نام سے بھی ایک طویل عربی قصیدہ لکھا تھا' جو ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے عظیم الشان اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ محدث بریلوی کو تاریخ گوئی میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ مولانا ظفر الدین رضوی نے لکھا ہے، انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا کرتے تھے۔ [7]

محدث بریلوی کی تقریباً تمام تصانیف کے نام تاریخی ہیں۔ اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں کی وفات پر عربی میں ۱۶ تاریخی مادے کہے۔ [8] مولانا اسمٰعیل (م ۱۳۱۷ھ) کی وفات پر دو عربی قطعات کہے ان اشعار کی تعارفی عبارت بھی تاریخی مادوں پر مشتمل ہے۔ اشعار کی مجموعی تعداد ۵۳ ہے۔ [9] ہندوستان کے مشہور بیرسٹر قاضی عبدالودود بانکی پور کے والد قاضی عبدالوحید محدث بریلوی کے خلیفہ تھے' ان کے انتقال (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) پر جنازے میں شریک تھے، راستہ ہی میں عربی قطعہ تاریخ کہا جو تحفہ حنفیہ میں توضیحی نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا۔ [10] پیر عبدالغنی کی وفات (۴ شوال ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء) پر دس عربی اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ کہا۔ [11] مولانا محمد عبدالکریم جبل پوری کی وفات (۱۳۱۷ھ) پر ایک عربی قطعہ تاریخ کہا۔ [12] الغرض محدث بریلوی کے عربی، فارسی اور اردو اشعار کا ایک بڑا ذخیرہ ہنوز منتشر ہے۔ کلیات رضا کے نام سے کوئی فاضل اس منتشر کلام کو جمع کریں تو یہ ایک ادبی خدمت ہوگی۔

---

[1] (الف) احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اوّل، ص ۳۷۱

(ب) محمد یٰسین اختر: المدیح النبوی (عربی) مطبوعہ سرائے میر ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء۔ ص ۱۹

[2] احمد رضا خاں: العطایا النبویہ، ج ۱، ص ۳۷۱، ۵۳۵ ...... [3] احمد رضا خاں: الملفوظ، جلد دوم۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

[4] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ء۔ ص ۲۸۲، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲ اور ۲۹۲

نوٹ...... جامعہ ازہر (مصر) کے فاضل شیخ حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ مصری نے محدث بریلوی کے عربی کلام کو جمع کیا ہے جس کو بڑی محنت سے علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے کمپوز کرایا ہے۔ یہ مجموعہ ۴۰۰ صفحات سے زیادہ ہیں۔ ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ (مسعود)

[5] انوار رضا مطبوعہ لاہور، ص ۵۳۳، ۵۴۳ ...... [6] مکتوب محررہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء ...... [7] ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۴۱

[8] ایضاً، ص ۱۰ ...... [9] ایضاً، ص ۱۴۴۔ ۱۴۵ ...... [10] تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الثانی (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)۔ ص ۴۱

[11] الرضا (بریلی) شمارہ ذیقعدہ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء) ص ۳ ...... [12] مکتوب مولانا برہان الحق جبل پوری محررہ ۲۸ جولائی ۱۹۷۸ء از جبل پور۔ ص ۴۱

محدث بریلوی نے باخبری وخود آگاہی کے ساتھ نعتیں کہی ہیں، انہوں نے نعت کہتے وقت متقدمین ومتاخرین علماء وشعراء کی نگارشات پر نظر رکھی ہے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اس میدان میں اُترے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے ان کی نعت کے کسی لفظ کی معنویت پر اعتراض کیا تو انہوں نے اس کا فوری طور پر شافی جواب دیا مثلاً ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء کو کانپور سے ایک صاحب محمد آصف نے لکھا کہ دیوان حدائق بخشش کے مصرعے 'حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو' میں لفظ شہنشاہ کا استعمال مناسب نہیں اس لئے اس کو یوں بدل دیا جائے ع 'حاجیو! آؤ مرے شاہ کا روضہ دیکھو' [1]

محدث بریلوی نے لفظ شہنشاہ کو صحیح قرار دیتے ہوئے مندرجہ ذیل شعراء وصوفیہ اور علماء کے اشعار اور نگارشات سے استدلال کیا:

امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبدالرشید کرمانی، علامہ خیرالدین زرکلی، مولانا جلال الدین رومی، شیخ مصلح الدین سعدی، حضرت امیر خسرو، مولانا جامی، حافظ شیرازی، مولانا نظامی، شیخ شہاب الدین وغیرہ وغیرہ۔ ان حضرات نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے شہنشاہ، ملک الملوک اور سلطان السلاطین وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

اسی طرح گڑھی اختیار خاں (تحصیل خانپور سابق ریاست بہاول پور) سے محمد یار نامی ایک صاحب نے ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ کو محدث بریلوی کو خط لکھا کہ ایک محفل میں جب ان کا مشہور قصیدہ معراجیہ [2] پڑھا گیا تو بعض لوگوں نے ان اشعار پر اعتراض کیا جن میں بیت اللہ کو دُلہن اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولہا سے تشبیہ دی ہے۔ صاحب موصوف نے محدث بریلوی سے اس اعتراض کا جواب چاہا۔ محدث بریلوی نے فوری طور پر جواب ارسال کیا اور اپنے موقف کی تائید میں مختلف کتابوں سے شواہد ونظائر اور آثار واخبار پیش کئے جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، بیت اللہ شریف اور جنت کو دولہا اور دلہن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں:

تاریخ بغداد، معجم اوسط، مسند امام احمد، مواہب لدنیہ، مطالع المسرات، شعب الایمان، مستدرک حاکم، صحیح لابن خزیمہ، سنن، بیہقی، قوت القلوب، احیاء العلوم، نہایہ، کتاب التذکرہ، مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ۔ [3]

---

[1] احمد رضا خاں: نفۃ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

[2] قصیدہ معراجیہ، مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔ غالباً پروفیسر سید سلیمان اشرف (صدر شعبہ دینیات) نے چھپوایا تھا۔ مولانا موصوف بریلوی کے خلیفہ تھے۔ (مسعود)

[3] احمد رضا خاں: حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰-۲۹

ایسا باخبر اور حاضر دماغ شاعر جو اپنے کلام کے ایک ایک لفظ کا حساب رکھتا ہو اور لفظی و معنوی اعتراضات کا جواب میں دلائل و براہین کے انبار لگادے شاذ و نادر ہی نظر آئے گا اور نہ صرف اپنے کلام کے الفاظ بلکہ اپنے مخدومین کے کلام کا بھی حساب رکھتا ہو۔ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں حیدر آباد دکن سے مولانا محمد ابراہیم قادری نے لکھا کہ مولانا وکیل احمد سکندری' قصیدہ غوثیہ کی شرح لکھ رہے ہیں جس میں قصیدے کی عربیت پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیں گے آپ بھی کچھ نکات بیان فرمائیں۔ جواباً محدث بریلوی نے اکابر ائمہ اور علماء کبار کی تصانیف سے ۳۰ مثالیں پیش کیں جن میں قواعد عربی کا لحاظ نہیں رکھا گیا تھا۔[1] اس سے متون عربی پر محدث بریلوی کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ محدث بریلوی نے لکھا کہ قصیدہ غوثیہ میں اوّل تو قواعد کے خلاف کوئی شعر نہیں اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تو اکابر کی نگارشات میں یہ چیز موجود ہے، محدث بریلوی کی سخن سنجی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ متقدمین و متاخرین شعراء کے کلام کے مزاج شناس تھے۔ مارہرہ (یو۔پی بھارت) سے سیّد نور عالم شاہ نے لکھا کہ مرزا محمد رفیع سودا کا ایک شعر احباب میں زیر بحث آیا، نہ کوئی سمجھ سکا اور نہ سمجھا سکا۔ آپ کچھ روشنی ڈالیں۔ شعر یہ تھا:۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

سیّد نور عالم کا یہ خط بریلی پہنچا مولانا امجد علی اعظمی نے پڑھ کر سنایا۔ محدث بریلوی نے اسی وقت شعر کی شرح لکھوا کر بھجوادی۔ شرح پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان نکات کی طرف سودا کا خیال بھی نہ گیا ہوگا جو محدث بریلوی نے بیساختگی کیساتھ بیان کردیے اور شعر کو پستی سے بلندی پر پہنچادیا۔[2]

---

[1] احمد رضا خاں: الزمزمة القمریه فی الذب عن الخمریه (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۴
[2] یہ شرح الملفوظ، حصہ دوم (مطبوعہ کراچی کے صفحہ ۳۸ سے ۴۱ تک پھیلی ہوئی ہے)۔ (مسعود)

محدث بریلوی کی شاعری پر ہندوستان اور پاکستان میں بہت سے مقالات لکھے گئے ہیں، اب تک تقریباً ۳۶ مقالات شائع ہو چکے ہیں [۱] اور بہت سے منتظر اشاعت ہیں۔ بعض حضرات نے محدث بریلوی کی شاعری پر مستقل رسالے اور کتابیں لکھی ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں:۔

۱......شمس بریلوی: اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

۲......شاعر لکھنوی: تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

۳......اختر الحامدی: امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

٤......محمد وارث جمال: امام شعر وادب، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۸ء

۵......ڈاکٹر الٰہی بخش: عرفان رضا (قلمی) مؤلفہ ۱۹۷۹ء۔ وغیرہ وغیرہ

---

[۱] تفصیلات کیلئے مطالعہ کریں:۔

(الف) المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، ص ۴۴۵۔۵۲۹

(ب) انوار رضا (لاہور) ص ۵۳۳، ۶۴۴

(ج) اختر الحامدی: امام نعت گویاں، ص ۲۰۔۲۱۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

نوٹ...... ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی نے روہیلکھنڈ یونیورسٹی، بریلی سے محدث کی شاعری پر ۱۹۹۶ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لی ہے۔ (مسعود)

مندرجہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث بریلوی علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وسیاست اور ادب وشاعری میں یدطولی رکھتے تھے، بہت سے علوم وفنون قدیمہ وجدیدہ میں ان کو کمال حاصل تھا اور وہ اس صدی کے ممتاز علماء میں تھے۔ وہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن بریلی میں انتقال کیا۔ وہ تقریباً ۶۵ سال اس دنیا میں رہے اور نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی یادگار صاحب عمل و فضل انکے فرزند مولانا حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) اور مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء)، بہت سے تلامذہ [1] بکثرت خلفاء [2]، اور بیشمار تصانیف ہیں۔ اس مختصر مقالے میں گنجائش نہیں ورنہ محدث بریلوی کے فرزندان، تلامذہ وخلفاء کے بارے میں تفصیلاً عرض کیا جاتا، سردست صرف تصانیف کے بارے میں مجملاً عرض کیا جاتا ہے۔

مولانا کثیر التصانیف عالم تھے مگر کثیر التصانیف ہونا فی نفسہٖ کوئی خوبی نہیں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ مصنف کا تحقیقی معیار کیا ہے وہ رطب ویابس بیان کرنے کا تو عادی نہیں۔ محدث بریلوی نے تحقیق وریسرچ سے متعلق بعض نکات پیش کئے ہیں۔ یہاں ان میں سے بعض نکات بیان کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ ان کا معیار تحقیق کتنا بلند ہے۔

---

[1] تلامذہ کے حالات کیلئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔
(الف) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہلسنّت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء
(ب) محمد عبدالحکیم شرف: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء
(ج) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور، حصہ اوّل ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء ۔ حصہ دوم ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

[2] خلفاء کے حالات کیلئے مندرجہ بالا مآخذ کے علاوہ مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔
(الف) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، مجلس رضا لاہور
(ب) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، مجلس رضا لاہور
(ج) مفتی محمد برہان الحق: اکرامات مجدد زماں بر بندۂ ادنیٰ برہان، مؤلفہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء (قلمی) مخزونہ دارالسلام، جبل پور
(یہ کتاب 'اکرام امام احمد رضا' کے نام سے مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کردی ہے)۔ (مسعود)

تحقیق وریسرچ میں صحت نسخ اور صحت متون کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ محققین بھی اس کی پروا نہیں کرتے اور ہر چھپی ہوئی کتاب سے استفادہ کر کے استدلال واستناد کرتے ہیں اور اسکے مندرجات کو بلا تامل مصنف سے منسوب کر دیتے ہیں محدث بریلوی اس معاملے میں بہت محتاط تھے، انہوں نے ایک مختصر رسالے میں صحت نسخ، صحت متون، اتصال سند، تواتر، تداول، احتیاط، استدلال وغیرہ پر بحث کی ہے۔ نسخ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام سے منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں۔ [۱]

☆ کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں۔ [۲]

اتصال سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کیلئے مصنف تک سند متصل بذریعہ ثقات ہو۔ [۳]

☆ اگر ایک اصل تحقیقی معتمد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے یعنی اصول معتمدہ متعددہ سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے، یہ اتصال سند اصل وہ شے ہے، جس پر اعتماد کر کے مصنف کی طرف نسبت جائز ہو سکے۔ [۴]

تواتر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا، اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی۔ [۵]

☆ متعدد بلکہ کثیر ووافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کیے گیے ہیں یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے ورنہ ممکن کہ بعض نسخے محرف ان کی اصل ہوں، ان میں الحق ہو اور یہ ان کی نقل، نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے۔ [۶]

---

[۱] احمد رضا خاں: حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور۔ ص ۳

نوٹ...... محدث بریلوی کا یہ کہنا ڈرست ہے کہ مصنف سے کتاب کی نسبت اس بات کی دلیل قطعی نہیں کہ واقعی وہ کتاب اسی کی ہے۔ عرصہ ہوا رام پور سے مولانا امتیاز علی عرشی کراچی آئے، ان کے اعزاز میں انجمن ترقی اردو میں عصرانہ دیا گیا، راقم بھی موجود تھا۔ عرشی صاحب نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ وہ ایک تحقیقی ادارے میں گئے جہاں لغت ترتیب دی جا رہی تھی اور صحت معنی کیلئے بطور استدلال مختلف دوادین سے اشعار نقل کیے جا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے محققین سے پوچھا اس کی آپ کے پاس کیا دلیل قطعی ہے کہ واقعی یہ شعر اسی شاعر کا ہے جس سے آپ نے منسوب کیا ہے۔ مطبوعہ یا قلمی دیوان میں ہونا اس کی دلیل نہیں۔ یہ سوال سن کر سب محققین خاموش ہو گئے۔ (مسعود)

[۲] احمد رضا خاں: حجب العوار، ص ۳ ...... [۳] احمد رضا خاں: حجب العوار، مطبوعہ لاہور۔ ص ۵

[۴] ایضاً، ص ۷ ...... [۵] ایضاً، ص ۵ ...... [۶] ایضاً، ص ۸

تداول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان ہو کہ اس میں تغیر و تحریف نہ ہوئی، اسے بھی مثل اتصال سند جانا۔ [1]

☆ تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کے مطمح نظر رہی ہو جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آ چکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کئے۔ [2]

☆ زبان علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ [3]

احتیاط نقل و استدلال پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخے میں ملے اگر صحت نسخے پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخے سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا۔ یوں ہی اس ناقل تک، تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔ [4]

☆ اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا وسائط زائد ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخے کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز۔ [5]

مندرجہ بالا معیار تحقیق سے محدث بریلوی کی مصنفات و مؤلفات کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا رحمان علی نے ۱۳۰۵ھ / ۸۸-۱۸۸۷ء میں اپنی کتاب تذکرہ علمائے ہند مرتب کی تو محدث بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۷۵ بتائی [6] اس وقت محدث بریلوی کی عمر ۳۰ برس ہوگی۔ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں خود محدث بریلوی نے یہ تعداد ۲۰۰ لکھی ہے۔ [7] ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں مولانا محمد ظفر الدین رضوی نے محدث بریلوی کی تصانیف پر ایک رسالہ قلم بند کیا، اس میں پچاس مختلف علوم و فنون پر محدث بریلوی کی ۳۵۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے [8] اور لکھا ہے کہ تلاش کیا جائے تو ۵۰ تصانیف اور نکلیں گی [9] اس میں ۱۰۰ عربی ہیں، ۲۷ فارسی اور ۲۲۳ اُردو۔ محدث بریلوی کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے لکھا ہے کہ ۴۰۰ سے زیادہ تصانیف ہیں۔ [10]

---

[1] ایضاً ص ۷ ...... [2] ایضاً ص ۷۔۸ ...... [3] ایضاً ص ۸ ...... [4] ایضاً ص ۶ ...... [5] ایضاً ص ۵

[6] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء۔ ص ۱۸ ...... [7] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور۔ ۲۷۲،۳۳۴

[8] ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ ...... [9] ایضاً ص ۴

[10] (الف) حامد رضا خاں: حاشیہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴۹

(ب) احمد رضا خاں: مکتوب بنام مولانا قاضی غلام لٰسین، مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)، شمارہ مئی ۱۹۶۵ء۔ ص ۱۰

یہ اعداد و شمار مختلف اوقات میں محدث بریلوی کی زندگی میں مرتب کئے گئے۔ انتقال کے بعد مولانا ظفر الدین رضوی نے شمار کیا تو یہ تعداد چھ سو سے زیادہ نکلی۔ جس کا تفصیلی ذکر انہوں نے حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد دوم میں کیا ہے۔ [1] ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں بمبئی سے ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا ہے۔ اس میں محدث بریلوی کی پچاس علوم وفنون پر ۵۴۸ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ [2] مفتی اعجاز ولی خاں (م ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) نے مزید تحقیق کی تو یہ تعداد ہزار سے متجاوز ہوگئی۔ انہوں نے محدث بریلوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

صاحب التصانیف العالیه والتالیفات الباهره التی بلغت اعدادها فوق الالف [3]

ایک باوثوق اطلاع کے مطابق محدث بریلوی کی تمام مطبوعہ تصانیف خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (یو۔پی انڈیا) میں محفوظ ہیں۔ [4]
دوسری اطلاع کے مطابق دار العلوم اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ انڈیا) کے فاضل مولانا عبد المبین نعمانی نے محدث بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق وتلاش کے بعد مرتب کی ہے۔ [5]
تصانیف کے علاوہ محدث بریلوی کے بہت سے حواشی وشروح بھی ہیں جس کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے [6] مولانا ہدایت رسول لکھنوی (م ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء) نے ان حواشی وشروح کا مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ محدث بریلوی کے حواشی خود ان کے افاضات وافادات ہوتے ہیں۔ [7] مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری نے حواشی وشروح کی تعداد مرتب کی ہے جو ڈیڑھ سو تک پہنچتی ہے۔ [8]

---

[1] ظفر الدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل ص ۱۳۔ مطبوعہ کراچی

[2] المیزان (بمبئی)، ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء ص ۳۰۲۔ ۳۲۴

[3] (الف) اعجاز ولی خاں: ضمیمه المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۶۹

(ب) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۶۴۔ مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء

[4] مکتوب مولانا محمود احمد قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محررہ ۱۵ فروری ۱۹۷۵ء

[5] محمد یٰسین اختر اعظمی: امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء۔ حاشیہ ص ۴۲

[6] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰۹

[7] ظفر الدین رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل ص ۱۳۸۔ مطبوعہ کراچی

[8] حاشیہ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔ ص ۸۳

اس مختصر مقالے میں محدث بریلوی کی تمام تصانیف کا استحصاء تقریباً ناممکن ہے۔ تصانیف کی تفصیلات اور سیر حاصل تبصرے کیلئے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے۔ محدث بریلوی کے مدرسے دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کے کتب خانے میں بہت سی قلمی تصانیف ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) میں اس علمی ذخیرے سے ۳۴ علوم وفنون پر تقریباً ۲۵۰ کتابوں کی تفصیلات دی ہیں۔ ان میں قلمی کتابوں میں بہت سی محدث بریلوی کی خودنوشتہ ہیں۔ یہاں چند علوم وفنون پر متعدد قلمی تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں سے بعض شائع ہوچکی ہیں۔

علم فقه

۱...... شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر (عربی)۔ ۱۳۳۳ھ / ۱۵-۱۹۱۴ء

۲...... حسن التعمم لبیان حد التیمم (اردو)۔ ۱۳۳۵ھ / ۱۷-۱۹۱۶ء

۳...... الکشف شافیافی حکم فونو کرافیا (اردو)۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء

ریاضی

٤...... المعنی المجلی (فارسی)۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

٥...... وجوز وایامثلث کروی (فارسی)۔ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

٦...... مبحث المعادله ذات الدرجة الثانیه (عربی)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۹۱۲ء

۷...... زوایة الاختلاف المنظر ۱۳۳۳ھ / ۱۵-۱۹۱۴ء

جبر و مقابله

۸...... رسالہ جبر ومقابلہ (فارسی)۔ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

۹...... حل سازنہائے درجہ سوم (فارسی)۔ ۱۳۳۰ھ / ۱۲-۱۹۱۱ء

۱۰...... حل المعادلات لقوی المعکبا (فارسی)

تکسیر

۱۱...... ۱۱۵۲ مربعات (اردو)۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

مثلث

۱۲ ...... رسالہ درعلم مثلث (فارسی)۔ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

۱۳ ...... تلخیص علم مثلث کروی (فارسی)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳۔ ۱۹۱۲ء

ہیأة

۱٤ ...... استخراج وصول قرائح (فارسی)۔ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

۱۵ ...... الکسری العشری (عربی)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳۔ ۱۹۱۲ء

۱٦ ...... معدن علومی درسنین ہجری وعیسوی ورومی (اردو)۔ ۱۳۲٦ھ / ۱۹۰۸ء

۱۷ ...... طلوع وغروب کواکب وقمر (اردو)۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۔ ۱۹۱۸ء

۱۸ ...... قانون رویت اہلّہ (اردو)۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۔ ۱۹۱۸ء

۱۹ ...... رویت الہلال (اردو)۔ ۱۳۳۸ھ / ۲۰۔ ۱۹۱۹ء

توقیت

۲۰ ...... البرہان القویم علی العرض والتقویم (فارسی)۔ ۱۳۲۱ھ / ۴۔ ۱۹۰۳ء

۲۱ ...... تسہیل تعدیل (اردو)۔ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

۲۲ ...... الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ (فارسی)۔ ۱۳۳۰ھ / ۱۲۔ ۱۹۱۱ء

۲۳ ...... اوقات صلوٰة مکہ معظمہ (اردو)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

۲٤ ...... استخراج تقویمات کواکب (فارسی)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳۔ ۱۹۱۲ء

۲۵ ...... طلوع وغروب نیّرین (اردو)۔ ۱۳۳۲ھ / ۱۴۔ ۱۹۱۳ء

۲٦ ...... میول کواکب وتعدیل الایام (اردو)۔ ۱۳۳۸ھ / ۲۰۔ ۱۹۱۹ء

ارثما طیقی

۲۷ ...... الموہبات فی المربعات ۱۳۱۹ھ / ۲۔ ۱۹۰۱ء

رد فلسفہ قدیمہ

۲۸...... الکلمة الملهمه فی الحکمة المحکمه لوهاء فلسفة المشئمة ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

رد فلسفہ جدیدہ

۲۹...... فوزِ مبین در حرکت زمین (اردو)۔ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

۳۰...... معین مبین، بہر دور شمس و سکون زمین (اردو)۔ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

جفر

۳۱...... الجداول الرضویه لاعمال الجفریه (عربی)۔ ۱۳۲۲ھ / ۵-۱۹۰۴ء

۳۲...... الرسائل الرضویه للمسائل الجفریه (عربی)۔ ۱۳۲۲ھ / ۵-۱۹۰۴ء

۳۳...... اسهل الکتب فی جمیع المنازل (عربی)۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۳-۱۹۰۲ء

نجوم

۳٤...... مستولیات اسهام (فارسی)۔ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

محدث بریلوی کی علمی شخصیت کا تقاضا ہے کہ تحقیقی اداروں اور جامعات میں ان پر کام کیا جائے۔ محدث بریلوی کے انتقال کے بعد نصف صدی تک کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۱ء کے درمیان قاضی عبدالغنی کوکب مرحوم (نگراں شعبہ علوم شرقیہ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) نے مقالات یوم رضا کے نام سے مختلف فضلاء کے مضامین و تاثرات تین حصوں میں جمع کر کے لاہور سے شائع کیے۔ پھر مرکزی مجلس رضا لاہور نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی فعال قیادت میں کام کو آگے بڑھایا اور بہت سے مفید مقالات و رسائل شائع کیے۔ ادارہ المیزان (بمبئی) اور شرکت حنفیہ لمیٹڈ (لاہور) نے بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ہندوستان میں المجمع الاسلامی (مبارک پور، اعظم گڑھ) کی نگرانی میں محدث بریلوی کا ردالمحتار پر عربی ضخیم حاشیہ جدالممتار حیدرآباد دکن میں چھپ رہا ہے۔ [۱] علی گڑھ میں مرکز تعلیمات اسلامی کی سرپرستی میں رضا ریسرچ سینٹر میں بھی کام شروع ہو رہا ہے۔ یہاں محدث بریلوی کی تصانیف کے عربی، انگریزی اور فرانسیسی ترجمے شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں حال ہی میں محدث بریلوی کی فقاہت پر مولانا حسن رضا خاں نے کام کیا ہے جن کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے۔ جبل پور یونیورسٹی (بھارت)، سندھ یونیورسٹی (پاکستان) اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (پاکستان) میں بھی کام ہو رہا ہے۔

---

[۱] اعلیٰ حضرت (بریلی) شمارہ اکتوبر و دسمبر ۱۹۶۲ء

نوٹ...... علامہ محمد احمد مصباحی، علامہ عبدالمبین نعمانی وغیرہ نے حاشیہ جدالممتار کی دو جلدیں مرتب کی تھیں جو ہندوستان سے شائع ہو گئی ہیں۔ (مسعود)

۱۹۷۵ء میں جامعہ ازہر مصر کے پروفیسر محی الدین الوائی (اہلحدیث) نے محدث بریلوی پر ایک علمی مقالہ لکھا[1] مفتی اعجاز ولی خاں مولانا عبدالحکیم شرف، مولانا افتخار احمد وغیرہ نے محدث بریلوی پر عربی میں تعارفی مضامین لکھے۔[2] پھر مفتی سیّد شجاعت علی نے عربی میں ایک مبسوط سوانح لکھی۔[3]

انگریزی میں امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی (شعبہ تاریخ) کی فاضلہ ڈاکٹر بار براماٹکاف نے اپنے مقالے میں محدث بریلوی پر اظہار خیال کیا ہے۔[4] مگر انہوں نے عمیق مطالعہ نہیں کیا۔ ہالینڈ کی لیڈن یونیورسٹی (شعبہ اسلامیات) کے پروفیسر جے ایم ایس بلیان بھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں اور دوسرے فتاویٰ کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ الغرض پاک و ہند اور دوسرے ممالک کے محققین و علماء محدث بریلوی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ پاکستان کے تحقیقی اداروں اور جامعات کو بھی اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

---

[1] صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۵ء

[2] (الف) فضل رسول بدایونی: المستند المعتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵۔۲۷۳

(ب) احمد رضا خاں: اجلی الاعلام، مطبوعہ استنبول ۱۹۷۵ء، ص ۲۔۴

(ج) احمد رضا خاں: الفضل الموہبی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

[3] شجاعت علی قادری: مجدد الامۃ، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

نوٹ...... ڈاکٹر اوشاں سانیال نے محدث بریلوی اور تحریک اہل سنت و جماعت پر مقالہ ڈاکٹریٹ قلم بند کیا ہے موصوفہ کو کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ سے ڈگری مل گئی ہے اور مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نئی دہلی سے ۱۹۹۶ء میں سے شائع ہوگیا ہے۔ (مسعود)

[4] The Reformist Ulema: Muslim Religious leadeship in India 1860 - 1900, Barkely, 1974

نوٹ...... پاکستان میں کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ (مسعود)